جناب احسان الدین صاحب
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی اسلامیہ کالج پشاور

مفسرِ قرآن شیخ محمد عبدہٗ

جدّت پسندی کے اسباب و محرّکات

شیخ محمد عبدہٗ کا طریقہ تفسیر قدیم علماء سے یکسر مختلف تھا اور اس کے چند وجوہات تھے جن کا اثر محمد عبدہٗ پر پڑا۔ اور انہوں نے جدید طریقہ اختیار کیا۔

زمانہ طالب علمی میں محمد عبدہٗ کا نئے علوم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا لیکن جامعہ ازہر کے قدامت پسند شیخ ایسا کرنے سے منع کرتے تھے۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ جن حالات میں یہ علوم اسلامی بزرگان اسلاف سے چلے آتے ہیں۔ اس حالت میں بلا کم و کاست ان کو رہنے دیا جائے۔ دین کے ماخذوں میں آزادانہ تحقیق اور ان کے متعلق مجتہدانہ اظہار رائے کا دروازہ اسلام میں تیسری صدی ہجری کے وسط میں بند ہوگیا۔ لہٰذا دین اسلام کے ائمہ مجتہدین وہاں رہے۔ جو ایک بعید ماضی میں گذر چکے ہیں۔ بعد کی نسلوں کا کام یہ رہ گیا کہ جو کچھ آباؤ اجداد لکھ گئے ہیں اس کی تعبیر و تشریح کرتے رہیں۔ دوسرے علوم مثلاً ادب لطبیعت، تاریخ جغرافیہ اگرچہ الازہر وغیرہ مدارس میں سکھلائے جاتے تھے مگر ان کا طریقہ غیر مفید تھا۔[1]

محمد عبدہٗ نے چار سال تک جامعہ ازہر میں تعلیم حاصل کی لیکن نئے علوم حاصل کرنے اور غور و فکر کرنے کا کوئی طریقہ آپ کو نہ مل سکا۔ وہ اگرچہ مختلف شیوخ کے لیکچر سنتے لیکن دل کی خواہش پوری نہ ہو سکی۔ محمد عبدہٗ کی یہ عادت تھی کہ کسی مضمون کو اس وقت تک نہ چھوڑتے جب تک اسے سمجھ نہ لیتے۔ بلکہ اس کی تائید میں تمام دلائل بھی تلاش کرتے تھے۔ آپ خود کہا کرتے تھے کہ الازہر کے طریقہ تعلیم سے اس کی ذہنی اور عقلی قوتوں کو نقصان پہنچا ہے۔ اگرچہ انہوں نے سالہا سال تک ان طریقوں کے اثرات سے اپنے دماغ کو پاک کرنے کی کوشش کی۔ لیکن پوری کامیابی پھر بھی حاصل نہ ہوئی۔[2]

---

[1] انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں مقالہ الازہر۔[2]

شیخ الازہر کا نئے علوم حاصل کرنے کے امتناع کا اثر محمد عبدہ نے جب کبھی نئے علوم پڑھنے چاہے تو علماء اور شیوخ ان کو منع کرتے۔ ان کے اس امتناع سے آپ کو اور زیادہ شوق پیدا ہونے لگا۔ چنانچہ بعد میں رسالہ "واردات" کے دیباچے میں لکھا کہ جب میں نے اس امتناع پر غور کیا۔ تو مجھ پر منکشف ہو گیا۔ کہ جب کوئی شخص کسی چیز سے بے خبر ہوتا ہے تو اس سے نفرت ہونے لگتا ہے۔

سید جمال الدین کا اثر آپ کی پہلی ملاقات سید جمال الدین سے ۱۸۶۹ء میں ہوئی جب کہ وہ قاہرہ میں مقیم تھے اور پہلی گفتگو تفسیر قرآن کا موضوع تھا۔ وہ باتیں جو محمد عبدہ کو الازہر میں حاصل نہ ہوئی تھیں سید جمال الدین سے حاصل ہوئیں۔ جب کہ سید صاحب خود نئے علوم سیکھنے کے حامی تھے۔ اور ہر بات میں غور و فکر کرنے کی ہدایت دیتے۔ چنانچہ محمد عبدہ ان کے شاگرد بن گئے۔

سید صاحب پہلے علماء اسلام کی ان کتابوں کو جو غفلت کی نذر ہو رہی تھیں پڑھتے اور ان کے متعلق طلبہ سے بحث کرتے۔ اور مختلف مضامین کے متعلق اپنے فاضلانہ اور دلکش گفتگو اور تبصروں سے حاضرین کو مسحور کرتے یہ طریقہ محمد عبدہ کو پسند آیا۔

علوم جدیدہ کا اثر علوم جدیدہ نے بھی محمد عبدہ پر گہرا اثر کیا۔ منطق اور علوم جدید کی کتابوں کو پڑھنا ضروری قرار دیا۔ اور دفاع اسلام کے لئے عصر حاضر کے علوم سے استفادہ کرنے کو لازم ٹھہرایا۔ محمد عبدہ کا مقصد یہ تھا کہ مصریوں کی ایک نئی نسل وجود میں آجائے جو عربی زبان اور علوم اسلامیہ کا احیا کرے۔ اور مصری حکومت کی بھی اصلاح کرے۔ محمد عبدہ مستقبل کے حالات کو بہتر بنانے کی غرض سے تعلیم پر اصرار کرتے تھے۔ طریقہ تعلیم پر نکتہ چینی کیا کرتے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ قوم کی ترقی صرف افراد کی ترقی سے انجام دی جاسکتی ہے۔ رسوم بتدریج تبدیل ہونے چاہئے۔ عوام کے خیالات و اعمال کی اصلاح قوم کا اہم ترین فریضہ ہے [۱]

محمد عبدہ نے رشوت کی مذمت کے متعلق جو مقالہ لکھا ہے اس میں قوم کے ان رسوم و اعمال کا ذکر ہے جن کی اصلاح از حد ضروری ہے۔ آپ نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا ہے۔ کہ چھوٹے چھوٹے معاملات میں عدل و انصاف حاصل کرنے کی غرض سے رشوت عام رائج ہے۔ اسی طرح ازدواجی زندگی، محکمہ اوقاف کی بدعتوں اور قومی سیاسی زندگی کے بارے میں اظہار رائے کیا ہے۔ محمد عبدہ چاہتے تھے کہ دین اسلام کے رشتے کے ذریعے تمام اسلامی ممالک کو متحد ہو جانا چاہئے۔ کیونکہ اسلام ہی ایک ایسا رشتہ ہے۔ جو نسل و قوم کے تمام امتیازات کو ختم کر دیتا ہے۔ اسلام دوسرے مذاہب کی طرح نہیں بلکہ موجودہ اور آئندہ زندگی دونوں کے متعلق ہدایت دیتا ہے۔

---

[۱] تاریخ الاستاذ جلد ۲۔ اہل علم کی غلطی پر مقالہ

یعنی شریعت میں فی الدنیا حسنۃً وفی الآخرۃ حسنۃ دونوں کا بندوبست کرتا ہے۔[1]

اصلاح کا کام سرانجام دینے کے لئے محمد عبدہ عقائد کی اصلاح کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں۔ ایران، ہندوستان، عرب، مصر کے تمام مسلمانوں سے ان غلطیوں کو دور کرنا چاہتے ہیں۔ جو دین کی بنیادی چیزوں کو غلط سمجھنے کی وجہ سے مسلمانوں میں راسخ ہو چکی تھی۔ ان تمام مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر محمد عبدہ کی تفسیر میں تجدّد کا رنگ نمایاں ہے چنانچہ ان کے کام کا یہ تصور آپ کے دیگر تحریروں میں بھی واضح ہے۔ اس مقصد کا جلوہ ان کی تفسیر القرآن "المنار" میں بھی دکھائی دیتا ہے جس کے متعلق گولڈ زیہر کا خیال ہے کہ یہ تفسیر قرآن ان دینی تعلیمات کا مظہر ہے جس کی تبلیغ سید جمال الدین افغانی اور مفتی محمد عبدہ کرتے ہیں۔[2]

سید جمال الدین افغانی کا اثر آپ کی تعلیم پر سید جمال الدین افغانی کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس کی وساطت سے آپ کی توجہ علم کے وسیع خزانوں اور نتیجہ خیز علمی کوششوں کی طرف مبذول ہو گئی۔ محمد عبدہ اپنے رسالہ "الواردات" میں لکھتے ہیں۔ کہ انہیں علم سے بے انتہا محبت تھی جس کی حصول میں وہ جوش و خروش سے منہمک رہے۔ جمال الدین کے ذریعہ انہیں علم کے تجسّس میں اطمینان حاصل ہوا۔ جب پہلی بار محمد عبدہ سید جمال الدین افغانی سے ملنے گئے۔ تو انہوں نے تفسیر و قرآن کی موضوع پر گفتگو کی۔ اور قدیم مقلد مفسرین کا ذکر کیا۔ اور ان کے تفسیروں کے مطالعہ پر بحث کی۔ سید صاحب اپنی تعلیم و تدریس میں قدیم علماء ائمہ کی آراء کے متعلق جس آزادی فکر و نقد کو روا رکھتے تھے اس کا بہت گہرا اثر محمد عبدہ پر پڑا۔ تقریر و خطابت کی مشق بھی کرواتے تھے۔ چنانچہ محمد عبدہ تھوڑی ہی مدت میں خطیب کے حیثیت سے اپنے استاد سے بھی سبقت لے گئے۔ (بحوالہ اسلام و تجدد مصر میں)

محمد عبدہ بحیثیت معلم محمد عبدہ نے جو تربیت سید جمال الدین افغانی سے حاصل کی تھی۔ اس کے زیر اثر اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد دوسروں کی تعلیم و تربیت میں مصروف ہو جانا ان کے لئے ضروری تھا۔ چنانچہ ازہر میں بہت سے موضوعات پر لیکچر دیتے اور دینی مضامین کی تعلیم اس طریقہ سے دینے لگے جو سید صاحب سے اخذ کیا تھا۔ ابن مسکویہ کی تہذیب الاخلاق پر خطبات دیتے۔ جو کہ فلسفہ اخلاق کی ایک قابل قدر کتاب ہے۔ ۱۸۷۱ء میں ریاض پاشا وزیر اعظم مصر کی کوشش سے شیخ محمد عبدہ دار العلوم کے مدرسہ میں تاریخ کے معلّم مقرر کئے گئے۔

یہ مدرسہ خدیو اسماعیل کے وزیر تعلیم نے قائم کیا تھا

شیخ محمد عبدہ نے ابن خلدون کے مقدمے پر لیکچر دینے شروع کئے۔ اور قوموں کے عروج و زوال کے اسباب

---

[1] تاریخ الاسلام حصہ دوم ص ۱۳۱ - ۲۳۳ [2] اسلام میں نسل و دین"

اور انسانی معاشرے کی تہذیب و تنظیم کے اصول پر اپنے خیالات کا اضافہ کیا جس وقت خدیو اسماعیل معزول ہو گیا اور اس کا بیٹا توفیق پاشا تخت پر بیٹھا تو اس نے جمال الدین افغانی کو مصر سے نکال دیا۔ اور محمد عبدہ کو دار العلوم اور خدیو کے مدرسے سے برطرف کر کے اپنے گاؤں میں گوشہ نشین ہونے کا حکم دے دیا۔

بحیثیت صحافی | جب جناب محمد عبدہ کو برطرف کیا گیا تو وزیر اعظم ریاض پاشا مصر میں موجود نہیں تھے جب وہ واپس آئے تو انہوں نے شیخ محمد عبدہ کو حکومت مصر کے سرکاری اخبار الوقائع المصریہ کے ایڈیٹروں میں شامل کیا۔ اس کے بعد چیف ایڈیٹر بن گئے۔ تمام اخباروں کو سنسر بھی کرتے جو ملک سے شائع ہوتے۔ اخبارات کو تنبیہ کرنے کو بھی ان کو حق تھا۔ عربی اخباروں میں بلند ادبی معیار پر اصرار کرتا۔ اس طرح سے محمد عبدہ نے احیائے ادب کی بنیاد رکھی۔ ۱۸۸۱ء میں سر رشتہ تعلیم کی ایک کونسل قائم کی گئی جس کو انتظامی اختیارات سونپے گئے اور محمد عبدہ نے ایک محکمہ ادبی قائم کیا جس میں وہ اور ان کے رفقاء کار مقالات لکھتے۔ اور رائے عامہ کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے۔ وہ کہتے تھے کہ قوم کی ترقی صرف افراد کی ترقی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اور رسوم کو آہستہ آہستہ سے بدلنا چاہیئے۔ بچوں کی ابتدائی تعلیم کو بہتر بنانا ضروری ہے (تعلیم کا اثر مذہب پر اور مذہب کا عقائد پر۔ تاریخ حصہ دوم)

جلاوطنی | محمد عبدہ ۱۸۸۲ء میں مصر سے جلاوطن کر دیا گیا۔ تو آپ شام میں آئے اور بیروت میں قریباً ایک برس رہے۔ سید جمال الدین افغانی نے اسے پیرس بلایا۔ آپ پیرس میں سید صاحب کے ساتھ دس ماہ تک رہے محمد عبدہ اور جمال الدین افغانی نے ایک اخبار "العروۃ الوثقی" شائع کرنا شروع کر دیا جس کی غرض تمام مسلم ممالک بیدار کر کے ان کے رائے عام کو متحد کرنا مقصود تھا۔ العروۃ الوثقی اگرچہ جلد ہی بند کر دیا گیا۔ مگر اس نے بہت کامیابی حاصل کی۔ اس اخبار میں تمام مسلم ممالک کو متحد کرنے کی اپیل تھی۔ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ دین اسلام ہی کے رشتہ سے تمام مسلمان متحد ہو کر رہ سکتے ہیں۔ اسلام ہی نسل و قوم کے امتیازات کو محو کرتا ہے۔ ہر مسلمان حکمران شریعت اسلامی کی حمایت سے دنیا کے اسلام میں بڑے سے بڑا امتیاز حاصل کر سکتا ہے۔ اور آئندہ زندگی کے علاوہ موجودہ زندگی میں بھی باعث رحمت و برکت ہے[۵]۔ اس اخبار کا لہجہ چونکہ بہت تیز و تند تھا۔ اس لئے اسے بند کر دیا گیا جب محمد عبدہ واپس بیروت تشریف لائے۔ تو وہاں سیرت رسولؐ پر تقریریں کرتے تھے اور تفسیر و قرآن پر خطبات دیتے تھے۔ تقریباً ساڑھے تین سال تک بیروت میں مقیم رہے۔ بعد میں توفیق پاشا نے اس کی جلاوطنی کا حکم منسوخ کیا اور آپ ۱۸۹۱ء میں مصر واپس آ گئے۔

سید محمد رشید رضا لکھتے ہیں: کہ جلاوطنی کی زندگی محمد عبدہ کے لئے بڑی بابرکت ثابت ہوئی۔ کیونکہ اس سے

---

۵ "تاریخ الاستاذ" حصہ دوم ۲۳۱۔ اسلام میں نسل دین

اس کی علم وفضل کی تکمیل ہوئی۔ اور انہیں بہت سے ملکوں میں اپنے خیالات پھیلانے کا موقع مل گیا۔ محمد عبدہٗ نے مصر میں واپس آ کر پھر دین وطن کی اصلاح کی طرف اپنی کوشش مبذول کر دی۔

محمد عبدہٗ مفتی مصر مفتی محمد عبدہٗ جب مصر کے مفتی اعظم مقرر ہوئے۔ تو سارے سلطنت میں شریعت اسلامی کے سرکاری ترجمان تسلیم کئے گئے۔ مفتی صاحب نے عام لوگوں کے لئے بھی استفتا کے دروازے کھول دئے۔ انہوں نے دوران عہدہ بہت سے فتوی صادر کئے۔ ان تمام فتووں میں اس خواہش کا نمایاں اظہار تھا۔ کہ دین اسلام موجودہ تہذیب کی ضروریات سے قطعی مطابقت رکھتا ہے۔ ان فتووں کے وجہ سے محمد عبدہٗ تمام اسلامی ممالک میں مشہور ہو گئے۔ محمد عبدہٗ کہتے تھے کہ عربی زبان دین اسلام کی بنیاد ہے ملت اسلامیہ اس وقت تک عروج حاصل نہیں کر سکتی۔ جب تک اس کی زبان ترقی نہ کرے لہذا اگر دین کی اصلاح منظور ہے تو عربی زبان کی اصلاح بھی بہت ضروری ہے۔

بقیہ : مدارس عربیہ

کو شعوری طور پر سمجھ سکے گا۔ اور مغرب سے مرعوبیت کا خطرہ باقی نہیں رہے گا۔

میری ان معروضات کا خلاصہ یہ ہے۔

عربی مدارس کے لئے حکومت نے جو جدید علوم کا نصاب تجویز کیا ہے اسے اپنایا جائے۔

اس نصاب کی کتابیں عربی مدارس کی تنظیم وفاق المدارس کے تحت تالیف کی جائیں۔

اس نصاب کی تدریس کے لئے سرکاری مدارس کے تربیت یافتہ اساتذہ نہ لئے جائیں بلکہ وفاق کے تحت ایک تربیت گاہ قائم کر کے اپنے اساتذہ تیار کئے جائیں اور ——— آخری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ درس نظامی کے فارغ التحصیل اساتذہ میں سے ایک معقول تعداد کا انتخاب کر کے انہیں مشورہ دیا جائے۔ کہ وہ بی اے کے نصاب میں داخل معاشیات وغیرہ علوم کی کتابوں کا از خود مطالعہ کریں۔ اور حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ حکومت یونی ورسٹیوں کے تحت ہونے والے سالانہ امتحانات میں ان اساتذہ کو ان مضامین میں شریک ہونے کی اجازت دے جو حکومت نے تجویز کئے ہیں اور کامیابی کی صورت میں انہیں بی کی اسناد اور حقوق ومراعات دے۔ اس سے ایک تو یہ فائدہ ہوگا کہ حکومت کے اس فیصلے کے بارے میں عربی مدارس کا اعتماد اور یقین پختہ ہو جائے گا کہ حکومت واقعی عربی مدارس کے فارغ التحصیل حضرات کو ذمہ داریوں کا اہل سمجھتی ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ عربی مدارس میں جدید علوم کی تدریس کے لئے اساتذہ کا مسلسلہ حل ہو جائے گا۔

خدا ہم سب کو نیکی اور بھلائی کے کاموں میں تعاون کی توفیق دے۔ آمین

وفیات اور تعزیت

پچھلے کچھ عرصہ میں ہمارے بہت سے ایسے مخلص واقفین احباب واکابر رحلت فرما گئے جن کی وفات سے علمی ودینی ادبی اور تبلیغی حلقوں کو نقصان پہنچا۔ افسوس کہ ہم بروقت الحق کے ذریعہ اظہار تعزیت نہیں کرسکے۔ ان مختصر سطور کے ذریعہ قارئین سے دعائے مغفرت کی اپیل کرتے ہوئے مرحومین کے رفع درجات کی دعا کرتے ہیں۔ الحق اور دارالعلوم حقانیہ متعلقہ تمام حلقوں سے تعزیت کررہا ہے۔

—— سمیع الحق ——

حکیم مولانا عبدالحئی | چھوٹی گاڑھ ٹیکسلا کے مولانا حکیم عبدالحئی صاحب فاضل دیوبند۔ علم وعمل کا مجسمہ تواضع اور سادگی میں اکابر دیوبند کی نشانی روحانی علاج کے ساتھ ساتھ جسمانی امراض کے معالجہ میں اللہ تعالیٰ نے تجربہ دیا تھا۔ اجلاس دیوبند کے سلسلہ میں سفر کے دوران حادثہ پیش آیا، زخمی ہوئے اور چند ماہ بعد وصال فرما گئے۔

مولانا محمد حیات | فاتح قادیان وربوہ عمر بھر مرزائیت کے تعاقب واستیصال کا جہاد کیا مرزائیت کا انسائیکلوپیڈیا تھے۔ "ملت اسلامیہ کا موقف" نامی بیان تحریک میں مرتب کرنے کے دوران ان کی صحبت اور زیارت پھر حوالوں کے بارہ میں محیر العقول استحضار دیکھنے میں آیا۔ حق تعالیٰ اس فدائے ناموس ختم نبوت کو طویل جہاد کا بہتر صلہ دے۔ اور مجلس تحفظ ختم نبوت کو آپ جیسا جامع اور بے لوث رہنما نصیب ہو۔

خواجہ محمد خان | ایک ادیب اور صاحب قلم محقق خواجہ محمد خان حضرو۔ نادر مضامین اور کتابوں سے شغف زندگی بھر رہا، الحق کو بھی نوازتے خطوط سے بھی اور مضامین سے بھی۔ غار حراء سے واپسی میں جبل نور پر یہ عالم نور کیطرف چل بسے۔

اہلیہ مولانا اکبر آبادی | برصغیر کے مشہور محقق ومصنف مخدومی مولانا سعید احمد اکبر آبادی مدیر برہان دہلی حال علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے پروفیسر کی صالحہ عابدہ اہلیہ کا انتقال ہوا علم وادب کے ناطے سے یہ سانحہ صرف ان کا نہیں بلکہ سب واقفین کا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو درجات عالیہ اور مولانا کو صبر جمیل سے نوازے۔

والد ماجد اختر راہی صاحب | الحق کے دیرینہ کرم فرما مقالہ نگار وتبصرہ نگار جناب اختر راہی صاحب نوسرشرخمر واہ کینٹ کے والد ماجد کا ۹ ستمبر کو انتقال ہوا حق تعالیٰ اختر راہی صاحب جیسے خلف الصدق فرزند کی خدمات کے صدقہ جاریہ کو ان کے رفع درجات کا مزید ذریعہ بنادے۔

مولانا سعید الرحمان علوی کو صدمہ | ہمارے علمی وادبی اور دینی میدانوں میں سرگرم رفیق مولانا سعید الرحمان علوی مدیر خدام الدین کے داداصاحب مرحوم جو حضرت مولانا محمد رمضان علوی کے والد ماجد تھے۔ مرحوم نے علماء وصلحاء خدام دین اپنی اولاد کی شکل میں چھوڑے یہ حسن تربیت وخوش بختی قابل رشک ہے۔ اللہ تعالیٰ مقامات قرب ورضا سے نوازے۔